نظرات

آزادی کے بعد سے، بلکہ درحقیقت اس سے بھی بہت پہلے سے، ملک میں دو تحریکیں، سیکولرزم اور ہندو فاشزم برابر ایک دوسرے سے نبرد آزما اور دست و گریباں رہی ہیں۔ کانگریس نے ملک کو آزاد کرانے کی راہ میں جو عظیم الشان رول ادا کیا تھا اس کی وجہ سے ملک میں اس کا بڑا وقار اور احترام تھا اور اس کی وجہ سے فاشسٹ رجحانات دبے ہوئے تھے۔ لیکن ہوا یہ کہ ایک طرف خود کانگریس میں پھوٹ پڑ گئی اور اس کے ٹکڑے در ٹکڑے ہوتے چلے گئے اور کانگریس کے علاوہ ملک میں جو دوسری سیکولر اور جمہوری پارٹیاں ہیں وہ بھی آپس میں لڑتی بھڑتی رہیں جس سے سیکولرزم کا بھرم اور لوگوں کا اس پر اعتماد روز بروز کمزور ہوتا رہا اور دوسری جانب ہندو فرقہ پرست جماعتیں بکمال یکسوئی اور یکجہتی سے نوجوانوں کی ذہنی تعلیم و تربیت کا کام کرتی رہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کل کے نوعمر و نوجوان آج بڑے ہو کر قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں داخل ہوئے تو فاشسٹ رجحانات کے جراثیم ملک اور قوم کے پورے جسم میں پھیل گئے۔ اور مختلف صورتوں میں اس کا مظاہرہ ہونے لگا۔ چنانچہ پچھلے دنوں اولاً میرٹھ میں اور پھر بڑودہ میں جو ہولناک فسادات ہوئے ہیں وہ اسی کا شاخسانہ ہیں۔ اس بنا پر اس صورتحال کو صرف ایک ہندو مسلم کے نقطۂ نظر سے دیکھنا درست نہیں ہے، مسلمان اس ملک کی موثر اقلیت ہیں، اسی لیے فاشزم کا اوّل نشانہ وہی ہیں اور ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں ورنہ درحقیقت یہ مسئلہ پورے ملک اور اس کی سالمیت کا ہے، یہ مسئلہ صرف اقلیتوں کا بھی نہیں ہے، اس لیے اکثریت اور اقلیتیں سب کو غور کرنا چاہئے کہ اس ملک میں سیکولرزم اور جمہوریت کی حفاظت کے لیے انھیں کیا کرنا چاہئے۔

پچھلے دنوں میرٹھ کے ہولناک فسادات سے متاثر ہو کر پینتالیس مسلم ممبران پارلیمنٹ نے وزیراعظم کی